© rasailojaraid.com

سندھ کے سہروردی مشائخ

میمن عبدالمجید سندھی

مخدوم ضیاء الدین

ٹھٹھہ کے بہت بڑے عالم اور فاضل ہو گذرے ہیں۔ آپ کے نسب کا سلسلہ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی (متوفی ۶۳۲ھ) سے ملتا ہے[1] جن کی اولاد میں سے مخدوم الیاس سومرہ حکمرانوں کے عہد میں عراق سے نقل مکانی کر کے سندھ میں آئے اور "دریاہ" نامی ایک گاؤں میں آ کر رہے[2]۔ مخدوم الیاس کے پوتے مخدوم ہارون بن مخدوم عجائب "دریاہ" سے ٹھٹھہ آ کر سکونت پذیر ہو گئے۔ مخدوم ضیاء الدین آپ کے فرزند تھے اور ٹھٹھہ میں ۱۰۹۱ (مطابق ۱۶۷۷ء) میں پیدا ہوئے تھے۔ ٹھٹھہ کے مشہور عالم اور متقی بزرگ حضرت مخدوم عنایت اللہ سے آپ نے تعلیم حاصل کی۔ سندھ کے بہت بڑے محقق، محدث، صوفی اور فلسفی حضرت مخدوم محمد معین ٹھٹوی آپ کے ہم درس تھے۔ تحصیل علم کے بعد آپ نے ٹھٹھہ میں ہی اپنا الگ مدرسہ جاری کیا، جس سے بڑے مشہور عالم اور فاضل فارغ التحصیل ہوئے۔ حضرت مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی بھی آپ کے شاگرد تھے۔

---

[1] تحفۃ الکرام ج ۳ ص ۲۲۸

[2] " " ص ۱۶۳۔ "تاریخ سندھی ادب" ص ۱۳۱ کے مصنف محمد صدیق میمن مرحوم نے لکھا ہے کہ "جون" نامی ایک شہر میں آ رہے۔ دراصل "دریاہ" نامی گاؤں جون علاقے کے حدود میں تھا۔

[3] تحفۃ الکرام ج ۳ ص ۲۲۸ حضرت مخدوم محمد معین، حضرت شاہ ولی اللہ کے دوست خاص تھے۔ حضرت شاہ ولی نے آپ کو سندِ حدیث بھی دی تھی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مخدوم محمد ہاشم صاحب نے ابتدائی کتب کے علاوہ باقی تمام کتابیں مخدوم ضیاء الدین کے یہاں مکمل کیں۔ آپ کے استاد کے استاد علامہ میاں احمد کے پوتے میاں احمد اور آپ کے نواسے مخدوم نعمت اللہ ابن مخدوم عبدالجلیل آپ کے شاگرد تھے۔ مخدوم نعمت اللہ بہت بڑے عالم اور درویش گذرے ہیں۔ بیس سال کی عمر میں آپ نے اپنا علیحدہ مدرسہ جاری کیا، جو بہت کامیاب رہا۔ سندھ کے حاکم میاں سرفراز کلہوڑے نے آپ کے یہاں تعلیم حاصل کی اور آپ سے بیعت بھی ہوئے۔[1]

مخدوم ضیاء الدین نے ۸۰ برس کی عمر میں ۱۱۷۱ھ میں وفات پائی۔ آپ کے دو فرزند تھے۔

میاں یار محمد اور مخدوم غلام حیدر۔

قدیم زمانے میں سندھی علماء صرف عربی اور فارسی میں کتابیں تصنیف کیا کرتے تھے۔ مخدوم ضیاء الدین کے زمانے میں مخدوم ابوالحسن ٹھٹوی نے مذہبی کتب سندھی زبان میں لکھنے کی ابتدا کی آپ نے ۱۱۰۰ھ میں "الف اشباع" کی صنف نظم میں ایک ضخیم کتاب "مقدمۃ الصلوٰۃ" تصنیف کی، جو نماز کے مسائل کے متعلق ہے۔ مخدوم ابوالحسن کے بعد مخدوم ضیاء الدین دوسرے عالم ہیں، جنہوں نے فقہی مسائل کے متعلق سندھی میں ایک کتاب تصنیف کی، جو مخدوم ضیاء الدین کی سندھی کے نام سے مشہور ہے اس کے بعد حضرت مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی اور دوسرے علماء نے سندھی میں مذہبی کتابیں لکھیں۔ مخدوم ضیاء الدین نے لکھنے کا سبب یہ بیان فرمایا ہے۔

"میں نے دینی مسائل سندھی میں اس لئے لکھے کہ سندھی آسان ہے اور سب آسانی سے پڑھ سکیں گے"۔

مخدوم ضیاء الدین کے بیان مطالب کا سلسلہ زیادہ عمدہ اور باترتیب ہے۔ انہوں نے زیادہ تر "الف اشباع" کی صنف نظم سے حصہ لیا ہے۔ لیکن صحیح قافیہ والی نظم کا استعمال بھی ان کے ہاں بکثرت ہے۔

مخدوم احمد بھٹی

آپ بہت بڑے بزرگ تھے۔ آپ کا زمانہ مشہور درویش حاکم جام نظام الدین سمہ کا ہے

---

[1] تحفۃ الکرام ج ۳ ص ۲۲۸ ۔ الوحید سندھ آزاد نمبر ص ۳۲

[2] ″ ″ ″ ″

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جس نے نویں صدی ہجری کے آخر اور دسویں صدی ہجری کے شروع میں حکومت کی۔ مخدوم احمد بھٹی کا خاندان حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی کا عقیدت مند تھا اور ہالا میں متوطن تھا۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام مخدوم اسحاق تھا۔ آپ نے ظاہری اور باطنی تعلیم مخدوم عبدالرشید سے حاصل کی۔ حضرت مخدوم احمد بھٹی صاحب بہت بڑے متقی تھے۔ ہمیشہ گوشۂ عزلت میں رہتے تھے البتہ کبھی کبھی سماع اور ذکر کے جلسوں میں تشریف لے جاتے تھے۔ سماع سے آپ کو بہت دلچسپی تھی۔ آخری عمر میں ایک مرتبہ نیرون کوٹ (حیدرآباد) گئے اور وہاں ایک سماع کی مجلس میں شرکت کی۔ دوران سماع ایک سنار لڑکے نے ایک سندھی بیت بہت خوش الحانی سے گایا، جس کا مطلب یہ ہے

"جو محبوب کی آواز پر ایک دم نہیں آتے
وہ محبوب سے دعوے کیوں کرتے ہیں؟"

یہ سنتے ہی آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہو گئی اور اسی حالت میں آپ نے وصال فرمایا اس کے بعد اس لڑکے نے یہ بیت پڑھا۔

"سر دے کر بادہ فردشان وحدت سے رابطہ پیدا کر
موت سے نہ ڈر کیونکہ اس کے بعد ہی کامیابی ہے۔"

مخدوم صاحب کا جنازہ نیرون کوٹ (حیدرآباد) سے ہالا لایا گیا اور وہیں آپ مدفون ہیں۔ یہ واقعہ ۹۳۴ھ مطابق ۱۵۲۸ء کا ہے۔ آپ کے صاحبزادہ فتح اللہ تھے جو آپ کے بعد سجادہ نشین ہوئے[1]

مخدوم محمد

آپ مخدوم احمد کے بھائی اور مخدوم اسحاق کے دوسرے فرزند تھے۔ آپ بڑے عالم اور فاضل تھے۔ شرع کی مخالفت آپ کبھی گوارا نہیں کرتے تھے اور خلق خدا کی حاجت روائی کے لئے کارداروں اور حاکموں کے پاس جانے سے گریز نہ فرماتے۔ ایک مرتبہ ایک حاجت مند کے ساتھ سندھ کے حاکم جام نظام الدین کے پاس تشریف لے گئے۔ جام نے آپ سے کہا کہ میں نے آپ کے بھائی

---

[1] تحفۃ الکرام ج ۳ ص ۱۴۸

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مخدوم احمد کی بہت تعریف سنی ہے۔ جب تک وہ یہاں نہیں آئیں گے آپ کو انتظار کرنا پڑے گا۔ آپ نے جواب دیا کہ "میرے بھائی کو نہ آپ کی پروا ہے اور نہ میری" یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ مخدوم احمد صاحب مجلس میں آوارد ہوئے۔ حاکم نے آپ کا بہت احترام کیا اور حاجتمندوں کی حاجت روائی بھی کردی۔

مخدوم عبدالرؤف

آپ مخدوم احمد کی اولاد میں سے تھے۔ آپ کا سلسلۂ نسب یوں ہے:۔ مخدوم عبدالرؤف بن مخدوم عمر بن مخدوم عبدالحمید بن مخدوم احمد ثانی بن مخدوم فتح اللہ بن مخدوم احمد۔ موصوف اپنے وقت کے بڑے عارف اور کامل بزرگ تھے۔ ہمیشہ عبادت اور ریاضت میں مشغول رہتے تھے سندھ کے حاکم میاں نور محمد کلہوڑہ آپ کے بڑے معتقد تھے۔ اور آپ کی تابعداری کے لئے دل و جان سے تیار رہتے تھے۔ ۱۱۶۶ھ میں آپ نے وفات پائی اور ہالا میں مدفون ہوئے۔ ہالا کے قاضی شیخ ابراہیم نے آپ کی تاریخ وفات "کان دنیا رؤف الخلق" سے نکالی ہے۔ ٹھٹہ کے مشہور بلند پایہ فارسی شاعر محمد پناہ رجانے آپ کے حالات فارسی میں منظوم کئے ہیں آپ کی کوئی نرینہ اولاد نہیں تھی۔[1]

درویش رکن بھرا

ہالا کے بہت بڑے درویش گذرے ہیں۔ مخدوم احمد کے مرید اور خادم خاص تھے۔[2] سید اسمٰعیل اور سید عمر یہ دونوں بزرگ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کی اولاد میں سے تھے اور سید حاجی حمید نظام الدین کے فرزند تھے۔ نقل مکانی کر کے آپ تعلقہ بدین کے ایک گاؤں "ڈاہر سادات" میں آکر سکونت پذیر ہو گئے۔

سید عمر کے دو فرزند تھے۔ سید "میو" اور سید "لو" تھو"۔ سید "میو" کے ہاں دو بیٹے ہوئے سید حمید اور سید احمد۔ سید حمید کے ہاں ۱۷ لڑکے اور ۱۲ لڑکیاں ہوئیں۔ آپ کے فرزندوں میں سے سید عبدالرحیم بڑے بزرگ گذرے ہیں۔ سید عبدالرحیم کے چار فرزند تھے۔ سید بھلو۔ سید امین

---

[1] تحفۃ الکرام ج ۳ ص ۱۱۹ [2] ایضاً ص ۱۶۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سید عبدالکریم اور سید صالح

سید محمود بخاری

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کی اولاد میں سے کچھ لوگ اچ سے نقل مکان کر کے گجرات میں جا بسے تھے۔ ارغون حکمرانوں کے زمانے میں ان کی اولاد میں سے سید محمود بخاری بن سید حاجی حمید نظام الدین، گجرات سے ٹھٹہ آئے اور "سیتہ" محلہ میں سکونت پذیر ہوئے آپ بڑے عالم اور فاضل تھے۔ آپ کو مسجد فرخ اور عیدگاہ کا امام اور خطیب مقرر کیا گیا۔

سید رحمت اللہ

آپ سید محمود کی اولاد میں سے تھے اور سید طیب کے فرزند تھے۔ بچپن میں اپنے والد کے ساتھ مسجد فرخ سے باہر آرہے تھے کہ فقیر سید ابراہیم گوڈڑیو نے سید طیب سے سوال کیا کہ "یہ فرزند خدا کے نام پر مجھے دے دو" سید طیب نے اللہ کے نام پر آپ کو فقیر کے سپرد کر دیا۔ فقیر آپ کو کوہ مکلی پر اپنے آستانہ پر لے آئے۔ آپ کی تربیت کی اور علم ظاہری اور باطنی سے سرفراز کیا۔ فقیر کی وفات کے بعد سید رحمت اللہ اپنے خاندان میں واپس آئے اور علم و فضل میں بڑا نام پیدا کیا۔ آپ کی اولاد میں سے بڑے عالم اور کامل پیدا ہوئے۔

مخدوم رکن الدین

مخدوم بلال کا ذکر گذشتہ قسطوں میں آچکا ہے مخدوم رکن الدین، مخدوم بلال کے خلیفہ تھے اور ٹھٹہ میں رہتے تھے۔ بڑے عالم، فاضل اور صاحب زہد تقویٰ تھے۔ علم حدیث میں آپ کو بڑی دسترس حاصل تھی۔ بہت سی کتابیں تصنیف و تالیف کیں جن میں سے "شرح اربعین" اور "شرح گیلانی" قابل ذکر ہیں۔ کثیر التعداد ظاہری اور باطنی علم کے طالبوں نے آپ سے فیض حاصل کیا آپ نے ۹۴۹ھ میں وفات پائی اور مکلی پر مدفون ہوئے۔

سید ابراہیم

سید راجو قتال، حضرت غوث بہاؤ الحق ملتانی کے دوست اور مرید جلال سرخ بخاری کے پوتے اور سید احمد کبیر کے فرزند تھے۔ سید ابراہیم، سید راجو قتال کے پوتے ہوتے ہیں۔ آپ ٹھٹہ میں آکر رہے۔ روایت ہے کہ آپ کے خاندان میں ایک لکڑی کا پیالہ یادگار کی طور پر رکھا تھا جب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وہ پیالہ آپ کے پاس لایا گیا تو آپ نے اسے توڑ دیا۔ حاضرین نے کہا آپ نے یہ کیا کیا؟ یہ تو بزرگوں کی نشانی تھی۔" آپ نے جواب دیا" ہمیں اس سے سوائے شہرت کے اور کیا حاصل ہوتا ہے؟ اس کے بعد آپ وہاں سے نقل مکان کر کے ٹھٹھ میں آئے اور وہیں فوت ہوئے۔ آپ کا مزار "کشتیین محلہ" میں ہے۔ بہت سے آدمی آپ سے فیضیاب ہوئے۔

عارف بلوچ

یہ بزرگ سید راجو قتال کے فیض یافتہ تھے۔ سرزمین سندھ کے تھے۔ لیکن یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ کس شہر کے تھے۔ بڑے عارف اور کامل تھے۔ قاضی نوراللہ شوستری نے 'مجالس المومنین' میں آپ کو صاحب حال بزرگوں میں شمار کیا ہے۔ میر عبدالرشید نے آپ کے اشعار اپنے منتخب مجموعہ میں نقل کئے ہیں۔

شیخ محمود قطب

آپ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے فیض یافتہ تھے بڑے عابد اور زاہد تھے آپ کا مزار "اروڑ" کے نواح میں زیارت گاہ عام و خاص ہے۔ اروڑ سندھ کی قدیم راجدھانی ہے۔ عربی اور فارسی تاریخوں نے اس شہر کو "الور" "ارور" اور "رور" وغیرہ لکھا ہے۔ محمد بن قاسم کی راجا داھر سے اس شہر کے نواح میں لڑائی ہوئی تھی۔ بعد میں یہ شہر ویران کھنڈرات ہو گیا اور اس کی جگہ "بکھر" شمالی سندھ کا دارالحکومت بنا۔ اب یہ ویران کھنڈرات کی شکل میں موجود ہے اور اس کے نزدیک ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ یہ روہڑی سے ۶ میل کے فاصلہ پر ہے۔

سید حسن شاہ بخاری

بڑے بے غرض اور بے طمع بزرگ تھے۔ سندھ کے حکمران کلہوڑے آپ کے بڑے معتقد تھے خدا کے بہت سے بندے آپ کے فیض سے مستفیض ہوئے آپ کا مزار "دادو" کے نزدیک "پھکا" نامی گاؤں میں ہے۔ آپ کے بھتیجے "غفور شاہ" بھی بڑے بزرگ ہو گزرے ہیں۔

سیّد راجن

آپ سیّد جلال بخاری کی اولاد میں سے تھے۔ آپ کا مزار شمالی سندھ میں "سیتپور" نامی گاؤں میں ہے۔ زیادہ حالات معلوم نہ ہو سکے۔

© rasailojaraid.com